سید محمود آزاد (مظفر آباد آزاد کشمیر) (قسط اوّل)

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریز کے مددگار

انگریزوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی جیتنے کے بعد اس برّاعظم میں جہاں بے شمار عملی اور تحقیقی کارنامے سر انجام دئے وہاں اپنے وفاداروں، دوستوں اور بہی خواہوں کی بھی ایک مستند دستاویز مرتب کی ہے جنہوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اپنے ہم وطنوں کے ساتھ غداری کرتے ہوئے انگریز کا ساتھ دیا اور اس طرح جاگیروں، زمینوں اور تمنداریوں کے لالچ میں اپنے ہاتھوں سے آزادی کی جنگ لڑنے والوں کو چن چن کر قتل کیا تاکہ انگریز ان سے خوش ہوں اور اس طرح انگریز کے سہارے ان کے اثر واقتدار میں اضافہ ہو۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بارے میں گذشتہ ایک صدی میں جس قدر تحقیق ہوئی ہے اس کی روشنی میں یہ بات مسلمہ ہے کہ اس نازک مرحلہ پر اگر پنجاب کے یہ وڈیرے اور جاگیردار انگریز کو اپنے اپنے علاقوں سے سپاہی اور رسالے نہ بھرتی کر کے دیتے تو انگریز یہاں پاؤں جمانے میں کبھی کامیاب نہ ہوتا اور آج اس خطہ کی تاریخ مختلف ہوتی۔ پنجاب کی سیاست میں جس قدر متحرک نظر آتے ہیں سوائے تین چار کے باقی سب انہی لوگوں کی اولاد سے ہیں جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں مسلمان مجاہدین کی لاشوں پر گھوڑے دوڑائے اور انکو باغی اور مفسد قرار دیتے ہوئے انہیں اپنے ناپاک ہاتھوں خاک وخون میں تڑپایا تاکہ انگریز خوش ہوں اور انہیں انعامات وسندات عطا کریں۔

انگریزوں نے اس ملک پر اپنے پاؤں مضبوط کرنے کے بعد اپنے ان وفاداروں کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا بلکہ انہیں بڑی بڑی جاگیریں اور زمینداریاں دے کر یہاں کے مفلوک الحال لوگوں کے سروں پر مسلط کر دیا اور اس طرح ایک صدی تک انگریز مزے سے حکومت کرتا رہا اور انگریز کے یہ گماشتے اپنے اپنے علاقوں میں تاج برطانیہ کی وفاداری کا دم بھرتے ہوئے غریبوں اور بے کسوں کا خون چوستے رہے، ۱۸۵۷ء کے بعد انگریزوں کے سہارے ان گماشتوں نے اپنے اپنے علاقوں میں رعیت پر کس طرح حکومت کی اور ہر مرحلہ پر کس طرح ساتھ دے کر انگریز کا پاؤں مضبوط کرتے رہے یہ ساری تفصیل ہمیں انگریز گورنر پنجاب سر لیپل گریفن کی مشہور کتاب پنجاب چیفس سے ملے گی جسکا سارا مواد اس کے کارندوں نے بڑی چھان پھٹک اور تحقیق وتدقیق کے بعد اس کے لئے مہیا کیا تھا اور ایک لحاظ سے یہ کتاب انگریزوں کی مرتب کردہ خفیہ رپورٹ ہے جو انہوں نے اپنے وفاداروں اور نمک خواروں کو یاد رکھنے اور ان سے فیاضانہ برتاؤ کرنے کے لئے لکھی تھی اس زمانے میں انگریز اگر کسی دیسی آدمی کو کوئی اعلےٰ عہدہ یا جاگیر دینا چاہتے تھے تو سب سے پہلے یہ کتاب دیکھی جاتی تھی اگر کسی آدمی کے آباؤ اجداد کی انگریز کے لئے خدمات اس کتاب میں درج ہوتیں تو اسے اعلےٰ عہدہ یا جاگیر

دی جاتی اور اگر اس کتاب میں اسکے خاندان کا کوئی ذکر نہ ہوتا تو اسے نظر انداز کر دیا جاتا تھا۔
جتنا عرصہ اس ملک پر انگریز حکمران رہے انگریز کے وفادار خاندانوں کے لئے اس کتاب کی حیثیت کسی بزرگ کے تعویز سے کم نہ تھی اور اس قسم کے لوگ بڑے فخریہ انداز میں ایک دوسرے سے اپنی خاندانی خدمات کا تذکرہ کرتے رہتے تھے۔
اگر برطانوی حکومت سے کسی آدمی کے ساتھ زیادتی ہو جاتی جسکے خاندان کی خدمات کا اعتراف اس کتاب میں کیا گیا ہے تو وہ شخص فوراً کتاب پیش کر دیتا اور زیادتی کا فوراً ازالہ ہو جاتا کیونکہ انگریز اپنے بہی خواہوں اور وفاداروں کی قدر دل سے کرتا تھا اور انہی لوگوں کی غیر متزلزل وفاداریوں اور تعاون کی وجہ سے یہاں انگریز کی جڑیں مضبوط تھیں۔
۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمان مجاہدین کے دوش بدوش ہندوؤں نے بھی بھرپور حصہ لیا تھا اور پنجاب میں عام طور پر یہ خیال کیا جارہا تھا کہ مسلمان زمینداروں، وڈیروں اور بعض سجادہ نشینوں نے انگریز کا ساتھ دیکر مجاہدین کو قتل کرایا ہے مگر سر لیپل گریفن کی مرتب کردہ کتاب سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کام میں پنجاب کے ہندوؤں اور سکھ زمینداروں نے بھی مسلمانوں سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے جنکا تفصیلی ذکر کتاب کے ایک بڑے حصے پر پھیلا ہوا ہے اور ان کی تعداد مسلمان جاگیرداروں وڈیروں اور زمینداروں سے کہیں زیادہ ہے۔
انگریزوں نے اپنے ان ازلی وفاداروں کو پال کر لوگوں کے سروں پر مسلط کرنے کے ساتھ ساتھ حکمت عملی یہ طے کی تھی کہ سول سروسوں میں اعلیٰ اور ذمہ دار عہدوں کے لئے افسر انہی خاندانوں سے تیار کئے جائیں چنانچہ ان کے بچوں کو خصوصی تعلیم سے بہرہ ور کر کے ان کو اعلیٰ عہدے سونپنے کے لئے چیفس کالج اور اسی طرح کے دوسرے تعلیمی ادارے قائم کئے گئے تھے جن میں صرف انہی وفادار خاندانوں سے طالب علموں کو داخلہ دیا جاتا تھا اور تعلیم حاصل کرنے کے دوران تمام طالب علموں کو انگریز کی وفاداری کے لئے ایک خاص سانچے میں ڈالا جاتا تھا تا کہ یہ طالب علم آگے جب بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہوں تو پوری دیانتداری سے برطانوی مفادات اور رعب دبدبہ کو مدنظر رکھ سکیں اور کسی مرحلہ پر بھی انگریز کے ساتھ بے وفائی نہ کر سکیں۔
پنجاب کی سرزمین پر انگریزی دور حکومت میں جس قدر بھی بڑے بڑے دیسی افسر اعلیٰ عہدوں پر فائز رہتے وہ سب انہی تعلیمی اداروں کے تربیت یافتہ تھے جن میں مسلمانوں کے ساتھ ایک بھاری تعداد ہندوؤں اور سکھ افسروں کی بھی تھی۔ ہندو سکھ تو ۱۹۴۷ء کے بعد یہاں سے چلے گئے مگر مسلمان افسروں کی بھی تلچھٹ یا ذریت اس سرزمین پر موجود ہے اور ان میں زیادہ تعداد ان سیاست دانوں کی ہے جو اب تک اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلتے اور ان کے دماغوں میں وہی بھوت ہے جو برطانوی عہد حکومت میں ان کے اجداد کے سروں پر سوار تھا۔
اس مجمل سی تمہید کے بعد ہم اپنی نوجوان نسل کو یہ بتائینگے کہ سر لیپل گریفن کی مرتب کردہ اس کتاب میں انگریز

کے وفادار کن کن خانوادوں کا ذکر ہے اور انہوں نے کئی کئی مرحلوں پر انگریز کی وفاداری کا پٹہ اپنے اپنے گلوں میں ڈال کر اقتدار حاصل کیا اور آج کس طرح ان خاندانوں میں اور ملکی سیاست پر مسلط بھی ہیں۔

انگریز پرستوں کی اس تاریخی دستاویز کی جلد ۲ کو مصنف نے ضلع وار تقسیم کر کے ہر ضلع کے بارے میں تفصیلی معلومات بہم پہنچائی ہیں اور بتایا ہے کہ کس ضلع میں انگریز کو کامیاب کرانے کے لئے کس زمیندار یا جاگیردار نے کیا خدمت انجام دی اور برطانوی سرکار نے اس خدمت کا کیا صلہ دیا اور آگے ان خاندانوں نے کس طرح ایک طویل مدت تک لوگوں کو اپنے پنجوں میں جکڑے رکھا۔

سر لیپل گریفن نے سب سے پہلے انگریز کے وفادار خاندانوں کا تاریخی پس منظر بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ انگریز کے ساتھ تعاون کرنے سے پہلے کونسا خاندان کس حیثیت کا مالک تھا اور اس خاندان کے کن کن افراد نے انگریز کے پاؤں مضبوط کرنے کے لئے کس نوعیت کی مدد کی اور وہ مدد کس قدر اہم تھی۔

ساڑھے آٹھ سو صفحات پر پھیلی ہوئی اس جلد ۲ میں مصنف نے چھ سو چھیالیس صفحات پر جاگیرداروں، زمینداروں اور تمنداروں کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے آگے پنجاب کی چھیالیس چھوٹی بڑی ریاستوں کی تاریخ ہے جس میں انگریز کے لئے ان والیان ریاست کی خدمات کا بھی بھرپور اعتراف ہے پنجاب کا ضلع وار تذکرہ کرتے ہوئے سر لیپل گریفن نے ضلع گورداسپور کو اوّلیت دینے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی خاندانی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ جسے بعد میں برطانوی سرکار نے مسلمانوں میں فتنہ عظیم برپا کرانے کے لئے نبی بنایا اور مسئلہ جہاد کی تردید کرائی اس ضلع سے جن جن سکھ روساء نے انگریزوں کا ساتھ دیا ان کا خاندانی پسِ منظر بڑی وضاحت سے کیا گیا ہے مگر ہمارے پیش نظر مسلمان روساء ہیں جن میں مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان اور خان بہادر سید نذر محی الدین قادری رئیس بٹالہ کا خاندان قابل ذکر ہے جنہوں نے برطانوی سرکار کی خدمت کر کے دنیا کمائی اور دین کھویا۔

سر لیپل گریفن اپنی کتاب 'دی چیفس پنجاب جلد ۲ کے صفحہ ۶۰ پر لکھتا ہے کہ انیسویں صدی کے شروع میں سید احمد شاہ نے جو اس وقت سجادہ نشین تھا لیفٹیننٹ مرے اور کیپٹن ریڈ کی بہت خدمات انجام دیں اس کے بیٹے سید حسین شاہ نے غدر ۱۸۵۷ء کے دوران اپنے اثر و رسوخ سے انگریزوں کی بہت مدد کی جس کی وجہ سے اس کی تاحیات جاگیر قائم رکھی گئی اور انہیں پراونشل درباری بھی بنایا گیا خاندان کا موجودہ سربراہ نذر محی الدین اسی حسین شاہ کا پوتا ہے۔

اس ضلع میں دوسرا قابل ذکر خاندان مرزا غلام احمد قادیانی کا ہے اس خاندان کا مکمل تاریخی پس منظر بیان کرتے ہوئے اس خاندان کی انگریزوں کے لئے خدمات کا اعتراف کیا ہے

وہ صفحہ ۶۸ پر لکھتا ہے کہ اس خاندان نے غدر ۱۸۵۷ء کے دوران بہت اچھی خدمات انجام دی ہیں، مرزا غلام

مرتضٰی نے بہت سے آدمی بھرتی کئے اور اسکا بیٹا غلام قادر جنرل نکلسن صاحب بہادر کی فوج میں اس وقت تھا جبکہ جنرل موصوف نے تریموں گھاٹ پر ۴۶ باغیوں (مجاہدین) کو جو سیالکوٹ سے بھاگ کر آئے تھے تہ تیغ کیا، جنرل نکلسن نے غلام قادر کو ایک سند دی تھی جس میں لکھا ہے کہ غدر میں خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام خاندانوں میں سے زیادہ نمک حلال رہا ہے۔

غلام مرتضٰی کا چھوٹا بیٹا مرزا غلام احمد تھا جو بعد میں مستقلاً انگریز کے اشاروں پر نبوت کا دعویٰ کر کے متضاد باتیں لکھتا اور کہتا رہا اور جسکی امت آج بھی پاکستان میں تخریب کاری اور منافرت میں مصروف ہے اور اس فتنہ کے بارے میں اب تک ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں اور اس امت کو اب غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے اس ضلع کے جن ہندو امراء نے ۱۸۵۷ء میں انگریز کا ساتھ دیا انکا ذکر گریفن نے بڑی تفصیل کے ساتھ کیا ہے البتہ اس ضلع کا کوئی مسلمان رئیس اس وقت انگریز کا معاون نہ تھا۔

ضلع گوجرانوالہ: ضلع گوجرانوالہ کے ہندو اور سکھ ۱۸۵۷ء میں بھرپور انداز سے انگریزوں کے معاون رہے ہیں جنکا تفصیلی تعارف گریفن نے کم و بیش ڈیڑھ سو صفحات پر کیا ہے ہندوؤں اور سکھ انگریز پرستوں کی اس کی قطار میں ہمیں کرم الٰہی چٹھہ جیسے مسلمان بڑی وضاحت سے ملتے ہیں گریفن نے سب سے پہلے چٹھوں کی خاندانی تاریخ کا ذکر مختصر کیا اور اسکے بعد کرم الٰہی چٹھہ کی انگریز کے لئے خدمات کا ذکر کیا ہے وہ لکھتا ہے کہ اس خاندان کے کئی آدمیوں نے ۱۸۵۷ء کے موقع پر سرکار انگریزی کے لئے خدمات انجام دیں، قادر بخش اور بہرام خان کے بھائی کے پوتے کرم الٰہی کے پاس ۹۰ روپے سالانہ آمدن کی معافی ہے اس کی احمد نگر میں ۱۲ سو کھماؤں اراضی ہے اور لائلپور میں مختلف مکانات اور دکانات ہیں فی زمانہ چٹھہ جاگیرداروں میں صرف جان بخش کی اولاد مویشی چوری کے لئے مشہور ہے ۱۸۴۸ء کے موقع پر خدا بخش اپنی سرکار کا وفادار رہا۔

ضلع گجرات: ضلع گجرات کے انگریز نواز سکھوں اور ہندوؤں کا تذکرہ بھی سر لیپل گریفن نے تقریباً سو صفحات پر لکھا ہے جن میں چند مسلمان بھی انگریزوں کی خدمات کے لئے پیش پیش رہے ہیں جن میں جب خاص طور پر قابل ذکر ہیں سر لیپل گریفن لکھتا ہے کہ شیر جنگ خان کا بیٹا سلطان خان رئیس پوٹھی چبوں میں ایک مقتدر آدمی تھا الحاق کے موقع پر (یعنی جب انگریزوں نے سکھوں کی سلطنت پنجاب پر قبضہ کیا) اسکو خدمات کے عوض جاگیر دی گئی غدر میں اس نے اچھی خدمت انجام دی جسکے صلہ میں اسے پانچ سو روپے نقد انعام دیا گیا۔

گجرات کے گوجروں نے بھی ۱۸۵۷ء کی جنگ کے دوران انگریزوں کی مدد کی ہے ان میں چوہدری سلطان علی کا خصوصیت سے ذکر ہے چوہدری سلطان علی نے ۱۸۵۷ء کی جنگ کے دوران انگریز کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے گجرات کے اس حصہ کی حفاظت کی جو کشمیر سے ملتا ہے اس خدمت کے صلہ میں چوہدری سلطان علی کو ایک گاؤں موضع دمندا

کلاں بطور جاگیر عطا ہوا چوہدری سلطان کے بعد اسکے بیٹے محمد خان، احمد خان، اور فضل علی بھی انگریز کی خدمت میں پیش پیش رہے۔

ضلع شاہ پور: اس ضلع کے مسلمان انگریز پرستوں کا تذکرہ سر لیپل گریفن نے اپنی کتاب میں بڑی تفصیل سے کیا ہے اور اس میں ٹوانے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

گریفن نے سب سے پہلے ٹوانوں کی مختصر تاریخ بیان کی ہے اور سے بعد ا نا ندان کی ان شخصیات کے کارنامے گنوائے ہیں جنہوں نے انگریز کی امداد میں جان کی بازی لگا کر وسیع جاگیریں اور زمینداریاں حاصل کیں اور اپنے بھائی بندوں کو قتل کرایا۔

سر لیپل گریفن کے بیان کردہ حالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ مٹھا ٹوانہ کے یہ رئیس مختلف اوقات میں مختلف روپ دھارتے رہے ہیں، سکھوں کے دورِ حکومت میں انہوں نے اپنی وسیع جاگیریں بچانے کے لئے بعض دفعہ سکھوں کے ساتھ تعاون کیا اور بعض دفعہ جنگ کی اور جب پنجاب سے سکھوں کا سورج غروب ہوا تو یہ اپنے علاقے کی حکومت بچانے کیلئے انگریز کے وفادار بن گئے۔ ٹوانہ خاندان کے سربراہ خدایار تھے جنکا ذکر سر لیپل گریفن نے بڑے احترام سے کیا ہے وہ لکھتا ہے ۱۸۳۷ء میں خدایار خان کی وفات پر اس کی جاگیر اس کے بیٹے فتح خان اور بھتیجے قادر بخش میں تقسیم ہوئی تھی، فتح خان اور قادر بخش خان پورے جوش و جذبے کے ساتھ انگریزوں کے لئے خدمات انجام دیتے تھے۔

جب انگریزوں نے سکھوں کے تمام مفتوحات پر قبضہ کر لیا تو انکی توجہ صوبہ سرحد کی طرف ہوئی اور ان مہمات میں ٹوانوں نے اپنے علاقہ سے انگریزوں کو سپاہی اونٹ اور گھوڑے مہیا کئے۔

سر لیپل گریفن نے لکھا ہے کہ فتح خان کا بیٹا فتح شیر خان میجر ایڈورڈ کے ماتحت بڑے بڑے افسروں میں شمار ہوتا رہا ۱۸۸۴ء کی لڑائی میں حد سے زیادہ بہادری کا مظاہرہ کیا اور لڑائی کے اختتام پر سرکار انگریزی نے ٹوانوں کی خدمات کا صلہ دینے میں نہایت فیاضی دکھائی جس علاقہ سے رنجیت سنگھ نے انہیں نکالا اس علاقہ کا چہارم یعنی مالیہ ان کے نام کر دیا، بدلتے ہوئے حالات میں اپنے مستقبل کی راہیں متعین کرنے اور اپنے مفادات کا تحفظ کرنے میں ٹوانہ رئیسوں کو خاص بصیرت حاصل تھی اور وہ فوراً ہوا کا رخ بھانپ لیتے تھے سر لیپل گریفن نے لکھا ہے کہ ٹوانوں نے اپنی بہادری اور حسن خدمت کے صلہ میں اعلےٰ مدارج طے کئے اور آخر کار ان بڑے بڑے رئیسوں میں شمار ہوئے جنہوں نے سر لارنس کے ایما پر سب سے پہلے غدر ۱۸۵۷ء میں برطانوی سرکار کی مدد کی حامی بھری،

ملک فتح شیر خان نے فوراً ایک رسالہ کی رجمنٹ بھرتی کی اور جنرل وان کورٹ کی ماتحتی میں ہریانہ کی لڑائی میں شامل ہوا اور اس کے سردار کئی لڑائیوں میں بڑی جوانمردی سے لڑے خاص کر حصار، بنگال اور جمال پور کی لڑائیوں میں انہوں نے اپنے آپ کو ممتاز کیا،

دھلی فتح ہو جانے کے بعد ٹوانوں کا رسالہ کرنل جیرالڈ کے ماتحت اس گشتی فوج کے ساتھ شامل ہوا جسکا کوئی ٹھکانہ نہ تھا۔انہوں نے نارنول کی لڑائی میں اچھی خدمات انجام دیں ،لڑائی میں انہی کی جرأت سے باغیوں کا بہت نقصان ہوا اسکے بعد ٹوانوں کے رسالے نے گڑگاؤں میں امن قائم کرنے کے لئے مدد دی اور بہت سی دیگر لڑائیوں میں حصہ لیا۔

ان کے سردار ملک فتح شیر خان نے اپنے آپ کو زیرک ، بہادر ، جانباز ، سپاہی اور نمک حلال ثابت کیا اور اس لیاقت اور بہادری کے صلہ میں انہیں خان بہادر کا خطاب اور بیس ہزار روپے کی جاگیر ملی ، اسکے علاوہ جو عطیات ملے انکی فہرست طویل ہے۔

ملک فتح شیر خان کی خدمات کے ساتھ ساتھ اس خاندان کی دوسری شاخ کے سردار شیر محمد خان کا ذکر بھی سرلیپل گریفن نے بڑی فیاضی اور تفصیل سے کیا ہے اور بتایا ہے ملک فتح شیر خان ٹوانہ نے برطانوی سرکار کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں اسی طرح ملک شیر محمد خان بھی ہر موقع پر پیش پیش رہا اور اسی طرح برطانوی سرکار اس پر بھی اپنی عنایات کی بارش کرتی رہی وہ لکھتا ہے کہ ملک شیر محمد خان ۱۸۴۹ء میں یہ ایک چھوٹے سے رسالے کا کماندار تھا اور ملتان کی لڑائی میں شامل رہا جہاں اس نے اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔

سرلیپل گریفن نے آگے چل کر لکھا ہے غدر کے شروع میں ملک شیر محمد نے صرف تین سو سوار بھرتی کئے تھے یہ دستے پہلے پہل علاقہ ستلج اور دھلی میں امن قائم کرتے رہے اور پھر ۱۸۵۷ء میں کمانڈر انچیف کے ماتحت اودھ کی لڑائی میں بھی گئے۔

گورنمنٹ ہند نے انہیں ان خدمات کے صلہ میں خان بہادر کا خطاب عطا کیا انہیں چھ ہزار روپے کی جاگیر اور تین ہزار دوسو بیس روپے تاعمر پنشن دی گئی۔

انکے چچا ملک صاحب خان کی خدمات کا ذکر بھی مصنف نے اپنی کتاب میں بڑی تفصیل سے کیا ہے انہیں انگریز سرکار نے خدمات جلیلہ کے صلہ میں خان بہادر اور سی ایس آئی کے خطابات عطا کئے تھے انہوں نے بھی ۱۸۵۷ء میں اپنی طرف سے رسالے بھرتی کر کے باغیوں یعنی مجاہدین کو قتل کرنے کے لئے برطانوی فوج میں شرکت کی تھی سرلیپل گریفن کی روایت کے مطابق انہوں نے جہلم کی لڑائی میں بڑی اہم خدمات انجام دیں۔

ملک صاحب خان کے بھائی ملک جہان خان کی خدمات کو بھی سرلیپل گریفن نے بڑے زوردار پیرایہ میں پیش کیا ہے ملک جہان خان پہلے ملتان میں سکھ صوبیدار دیوان ساون مل کے ماتحت رہا لیکن ۱۸۴۱ء میں دیوان ساون مل کی ملازمت ترک کر دی اور اپنے ساٹھ سواروں کو ساتھ لے کر انگریز افسر ایڈورڈ کے ساتھ شامل ہو گیا یہ مجاہدین کے خلاف ضلع جھنگ کی دو لڑائیوں میں شامل رہا اسکے علاوہ اس نے دوران غدر مختلف مقامات پر متعین رہ کر انگریز سرکار کے لئے بڑی اہم خدمات انجام دیں جنکی پوری تفصیل گریفن نے اپنی کتاب میں درج کی ہے۔غدر کے اختتام پر اسے بھاری انعامات

سے نوازا گیا یہ مختلف عہدوں پر خدمات انجام دیتا رہا اور ۱۸۹۹ء میں اسے خان بہادر کے خطاب سے نوازا گیا۔

ملک جہان خان کے دوسرے بھائی ملک فتح خان نے بھی ۱۸۵۷ء کی جنگوں میں بھر پور حصہ لیا چنیوٹ اور جاچڑاں کی لڑائی میں گراں قدر خدمات انجام دینے کے صلہ میں اسے بھی جاگیر ملی یہ جہلم رجنالہ اور فروز پور کی لڑائیوں میں بھی شامل رہا ان خدمات کے صلہ میں اسے الگ جاگیر دی گئی اسکے بعد اسکا بیٹا ملک مظفر خان بھی برطانوی سرکار کی خدمت میں پیش پیش رہا اور مختلف مواقع پر اسے بھی انعامات ملتے رہے۔

دوران غدر بحثیت مجموعی ٹوانہ خاندان کی خدمات برطانوی سرکار کے لئے پنجاب کے تمام دیگر اضلاع سے زیادہ ہیں اور انہی خدمات کے صلہ میں اس خاندان کو بے شمار جاگیروں، زمینداریوں کا مالک بنا دیا گیا تھا اور آگے ان کی اولاد کو بھی اعلیٰ تعلیمی اداروں میں تعلیم دلا کر سول سروس کے اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا گیا تھا جو مدتوں رعیت کے سروں پر سوار رہے اور بعض آج بھی ہیں سر لیپل گریفن نے ٹوانہ خاندان کی خدمات کے ضمن میں اس خاندان کے چندافراد کے حالات متفرق طور پر بھی لکھے ہیں جن میں ملک مبازرخان ٹوانہ کی خدمات خاص اہمیت کی حامل ہیں مصنف کی روایت کے مطابق ملک مبازرخان کے رسالہ میں شامل رہ کر مجاھدین یعنی انگریز کی اصطلاح میں باغیوں سے لڑتا رہا اس نے جہلم رجنالہ اور فیروز پور کے مقامات پر انگریزوں کی مدد کرتے ہوئے مجاہدین کے ساتھ جنگ کی۔

سر لیپل گریفن کی تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس خاندان کے سارے لوگ دامے درمے اور قدمے سخنے انگریز کے وفادار اور جانثار رہے اور اسی خدمت کے صلہ میں برطانوی سرکار نے انہیں وسیع جاگیریں زمینداریوں اور خطابات سے نوازا ملک خدا بخش ٹوانہ رئیس ہموکا کا ذکر بھی گریفن نے بڑی وضاحت سے کیا ہے انگریزوں نے گراں قدر خدمات کے صلہ میں اسے بھی موضع ہموکا میں وسیع جاگیر عطا کی تھی۔

خان بہادر محمد حاکم خان نون رئیس مٹھا ٹوانہ کا ذکر بھی کتاب میں مفصل طور پر ملتا ہے بقول گریفن نون بھی ٹوانہ خاندان کی ایک شاخ سے تعلق رکھتے ہیں ملک محمد حاکم خان نون نے ابتداء میں ملک محمد شیر خان کے رسالہ میں بھرتی ہو کر انگریز کے لئے خدمات انجام دیں اس نے حصار، نارنولی اور بنگال میں مجاہدین آزادی سے جنگ کی یہ کسی لڑائی مین زخمی ہو گیا اور بعد میں اسے محکمہ پولیس میں ملازمت دی گئی اور اس نے جاگیر کے علاوہ اپنی کوشش سے وسیع اراضیات حاصل کی اسکے بعد اس خاندان کے لوگوں نے انگریز کی وفاداری میں بہت شہرت حاصل کی اور آگے چل کر بڑے بڑے عہدوں پر فائز رہے

ضلع جہلم: ضلع جہلم میں برطانوی سرکاری کے لئے ۱۸۵۷ء میں گھکڑوں کی خدمات قابل ذکر ہیں اور اسکے ساتھ ساتھ جنجوعوں اور چھبوں کی خدمات کا ذکر بھی نمایاں طور پر ملتا ہے جہلم سے جب قوم کے سرکردہ رئیس راجہ محمد اکبر خان نے انگریزوں کا ساتھ دیا اسکے ساتھ ساتھ پنڈ دادن خان کے کھوکھر بھی برطانوری سرکار کی خدمت میں سرگرم رہے۔ ڈومیلی

ضلع جہلم کے گکھڑوں کا ذکر سر لیپل گریفن نے خاص پر کیا ہے اس خاندان کے راجہ اکبر علی خان کا بیٹا محمد خان ۱۸۴۸ء میں جنرل نکلسن کے ساتھ فوج میں رہ کر برطانوی حکومت کی خدمت میں پیش پیش رہے

ضلع راولپنڈی: ضلع راولپنڈی کے مختلف دیہات میں بھی بڑی تعداد میں گکھڑ آباد ہیں۔ جنکا ذکر سر لیپل گریفن نے کیا ہے بالخصوص پھرالہ گکھڑوں کا بڑا مرکز ہے جہاں کے افراد ۱۸۵۷ء میں برطانوی سرکار کے معاون رہے اور اس خدمت کے صلہ میں انہیں جاگیریں زمینداریاں اور تمنداریاں ملیں گکھڑ خاندان کی ابتدائی تاریخ سر لیپل گریفن نے مفصل بیان کی ہے اسکے ساتھ ساتھ راولپنڈی کے بالائی حصہ میں ڈھونڈ قبیلہ آباد ہے ۱۸۵۷ء میں جب انہوں نے کوہ مری میں انگریزوں کے خلاف جنگ لڑنے کا پروگرام بنایا تو کرور اور دوسرے علاقہ کے دھنیالوں نے انگریز کا ساتھ دیتے ہوئے ڈھونڈوں کے ساتھ جنگ کی جسکا ذکر گریفین نے کیا ہے دھنیال خاندان سے کپتان مانا خان کی فوجی خدمات کو گریفن نے خاص طور پر سراہا ہے۔

ضلع اٹک: ضلع اٹک کے زمینداروں اور روساء کا ذکر بھی سر لیپل گریفین نے اپنی کتاب میں بڑی تفصیل سے کرتے ہوئے بتایا ہے کہ کس کس رئیس نے کہاں کہاں کیا خدمات انجام دیں اور برطانوی سرکار نے اس کو اس خدمت کا کیا صلہ دیا پنڈی گھیپ میں جو دہرہ خاندان مقتدر رہا ہے ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی میں اس خاندان کے ایک رئیس اولیا خان نے انگریز کا بھرپور ساتھ دیا اور اس کے عوض انگریز نے اسے چار سو روپے بطور انعام عطا فرمائے اس کے بیٹے بھی اس کے بعد انگریز کے وفادار رہے اور انہیں بھی اسی طرح انعامات اور جاگیریں ملتی رہیں۔اس علاقہ میں کھڑ قوم کے لوگ بھی آباد ہیں جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اعوان ہیں اس قوم کے روساء نے بھی آپس میں اتحاد کر کے ۱۸۵۷ء میں انگریز کا بھرپور ساتھ دیا ملک دوست محمد خان کھڑ کا ذکر سر لیپل گریفین خصوصیت سے کرتا ہے جس کا علاقہ کالا چٹا پہاڑ کے قریب ہے اس کے خاندان کو بھی انگریز سرکار نے اپنی خدمات کے صلہ میں نوازا اور بے شمار جاگیریں دیں۔

ملک محمد امین خان رئیس شمس آباد کا خاندان بھی اس ضلع میں مقتدر رہا ہے اس خاندان سے ۱۸۵۷ء میں ملک فرزند الدین خان نے انگریز کے ساتھ وفاداری اور جرأت کا مظاہرہ کیا اس نے اپنے علاقہ سے فوج بھرتی کر کے دریائے سندھ کے گھاٹوں پر انگریز کی طرف سے مجاہدین اور باغیوں کے ساتھ جنگ کی اور بعد میں اسے جنرل نکلسن اپنے ہمراہ دھلی لے گیا ازاں بعد اس خاندان کو بھی جنگی خدمات کے عوض جاگیریں اور انعامات عطا کئے گئے۔

خان محمد اسلم حیات خان کے خاندانی حالات سر لیپل گریفین نے بڑے آب و رنگ سے لکھے ہیں اور بتایا ہے کہ یہ خاندان قوم کا کھڑ ہے اور فرقہ فرو والی کے کالے خان دھریک کی طرح کھڑ کے چوتھے ملک فروز خان کی اولاد ہے ملک محمد اسلم حیات خان کے بیٹے کرم داد خان کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ ایک بہادر سپاہی تھا ۱۸۴۸ء میں اس نے سواروں اور

پیادوں کی جمعیت بھرتی کی تھی جن کی مدد سے جنرل نکلسن نے راولپنڈی کے قریب درّہ مارگلہ پر قبضہ کیا (جنرل نکلسن کی یادگار اس مقام پر اب بھی کھڑی ہماری قومی غیرت کو للکار رہی ہے) ۱۸۵۷ء سے قبل جنرل نکلسن پشاور کا ڈپٹی کمشنر تھا جب پہلے پہل بغاوت شروع ہوئی تو اس نے محمد حیات خان کو آفریدیوں کا ایک دستہ بھرتی کرنے کے لئے کہا جب یہ دستہ لڑائی پر جانے کے لئے تیار ہوا تو جنرل نکلسن خود اس کا کمانڈر مقرر ہوا اور محمد حیات خان کو اس کا معاون مقرر کیا گیا۔

جب جنرل نکلسن کی ۵۵ نمبر پلٹن نے باغیوں یعنی مجاہدینِ آزادی کو ہوتی مردان اور ۲۶ نمبر کی بٹالین نے مجاہدین کو تریموگھاٹ پر شکست دی تو اس موقع پر محمد حیات بھی اس کے ساتھ تھا جب مجاہدینِ آزادی نے دہلی کا محاصرہ کیا تو جنرل نکلسن اپنی فوج اور محمد حیات خان کو لے کر دہلی پہنچا یہاں بھی محمد حیات خان نے انگریز کی وفاداری میں مجاہدین کے ساتھ زبردست جنگ کی جس میں جنرل نکلسن زخمی ہوا۔ (باقی)

بقیہ از صفحہ ۳۰

ذریعے اے۔ کے۔ آر۔ ایس۔ پی کا نام لے کر این جی اوز کو حکومت دینے کی بات کر رہا ہے دوسری طرف بھارت ایران اور روس کی شمالی علاقہ جات میں الگ شیعہ ریاست کے قیام کے لیے راہ ہموار کر رہا ہے کیونکہ الگ شیعہ ریاست کا قیام یورپ کی بھی خواہش ہے۔ جب کہ تاریخی اور جغرافیائی طور پر شمالی علاقہ جات کشمیر ہی کا حصہ ہے اور ان علاقوں کو کشمیر کے ساتھ ملانے میں ہی پاکستان کے مفادات کا تحفظ ہیں بصورتِ دیگر ریاست اور صوبہ کو بننے کی صورت میں اسے الگ شیعہ ریاست یا شیعہ صوبہ کے علاوہ کوئی اور نام نہیں دیا جا سکتا جس کے مفادات ایران اور یورپ کے مفادات کے تابع ہوں۔ اس لیے میری ملک کے اربابِ اقتدار کے علاوہ دینی تنظیموں اور اکابر ملت سے دست بستہ عرض ہے کہ شمالی علاقہ جات کو الگ شیعہ ریاست بننے سے روکنے کیلئے اپنے اثر و رسوخ کا استعمال کریں۔ اور آزاد کشمیر سے الحاق کو یقینی بنائیں۔ اسی میں ملک کی بقا اور اہلسنت آبادی کے لیے تحفظ بھی ہے۔

آزادی کی انقلابی تحریک

فوجی بھرتی بائیکاٹ 1939ء ◎ مؤلف محمد عمر فاروق
(قیمت 150 روپے)

◎ جنگ عظیم دوم میں ہندوستان سے انگریزی فوج میں بھرتی کے خلاف ایک عظیم تحریک ◎ فوجی بھرتی کے خلاف ہندوستان بھر میں مجلس احرار اسلام کی پہلی اور تنہا آواز ◎ اکابر احرار کی جرأت و کردار ◎ آزادی کے گمنام کارکنوں کا تذکرہ ◎ قربانی و ایثار کی لازوال داستان ◎ ایمان پرور واقعات اور کفر شکن مہمات ◎ تاریخ آزادیٔ ہند کے اس روشن باب پر پہلی کتاب

ملنے کا پتہ: بخاری اکیڈمی دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان (فون: 511961)